© rasailojaraid.com

علامہ عبدالرحمن صدیق دین پوری

تحریک ریشمی رومال

مولانا عبید اللہ سندھی کا ایک کارنامہ

مولانا عبید اللہ سندھی کا نام زبان پر آتے ہی ذہن خود بخود ریشمی رومال کی تحریک کی طرف چلا جاتا ہے۔ ہمارے ماضی قریب کے اکابرین بلکہ دین اور آزادی سے ذرا بھر شغف رکھنے والوں تک کو بھی معلوم تھا کہ تحریک ریشمی رومال کیا تھی، اس کے عوامل اور محرکات کیا تھے، تنظیمی نیٹ ورک کیا تھا، اہداف کیا تھے، کیا وہ اہداف حاصل کیے جاسکے؟ یہ تمام سوالات ایسے ہیں جن کا تعلق ہماری قومی آزادی سے ہے۔

آج وقت ہے کہ ہم اپنی موجودہ اور آنے والی نسلوں کو اپنی قومی اور ملی تحریکات کے روشن کرداروں سے کماحقہٗ واقف کرائیں اور بتائیں کہ ان کے اسلاف نے کس طرح کنجشک فرومایہ ہوتے ہوئے بھی اس سلطنت کا سورج غروب کردیا جو اپنی سطوت وطاقت کے نشے میں بدمست ہوکر کہتا تھا کہ میں سمندروں کا خدا ہوں، میری حدود مملکت میں کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا، مجھ پر اگر آسمان ٹوٹ پڑے تو میں سنگینوں پر اٹھالوں گا۔ انگریز کے ہاتھوں 1857ء کے لگائے ہوئے زخم ابھی تازہ تھے۔ ملی غیرت کا طوفان اندر ہی اندر پل رہا تھا۔ انقلابی فکر کے لیے گہوارے کا کام شروع ہو چکا تھا۔ حالات کا تقاضا تھا کہ کام کی رفتار کو تیز کیا جائے لیکن وہاں سکوت وجمود کی کیفیت غالب آچکی تھی۔ ایسے میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے اپنے عزیز ترین شاگرد کو بلا بھیجا جو اپنے اندر انقلابی روح اور پہاڑوں سے ٹکرا جانے کا عزم رکھتا تھا۔ اس شاگرد کا نام عبید اللہ سندھیؒ تھا۔ مولانا سندھی نے مدرسہ دیوبندی کی نئی ترتیب اور فارغ التحصیل علماء کی نئے سرے سے صف بندی کی۔ انقلابی فکر کو مہمیز دی۔ عیار ومکار برسراقتدار انگریز کو بھنک مل گئی کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور مولانا قاسم نانوتویؒ کی فکر شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے خوابوں کی تعبیر میں بدل ڈالنے والا شخص مدرسہ دیوبند کو انقلابی مرکز میں بدل ڈالنے کی سعی کررہا ہے۔ اس پر انگریزوں کے خوان نعمت کے ریزہ چینوں کے ذریعے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا مدرسے سے اخراج کا کام شروع ہوا۔ اس پر شیخ الہند نے مولانا عبیداللہ سندھیؒ کو انقلابی فکر کے سرخیلوں سے ملوانے اور اگلے مرحلے کے لیے تیار کرنے کا کام شروع کردیا۔ سال دو سال سے روابط اور منصوبہ بندی کے نتیجے میں شیخ الہند نے بیرونی ممالک کے محاذ پر کام کرنے کے لیے مولانا عبیداللہ سندھیؒ کو کابل چلے جانے کا حکم دیا۔ کابل (افغانستان) ہی وہ جگہ تھی جہاں سے ریشمی رومال کی تحریک کا کام عملی طور پر شروع کیا گیا۔ ریشمی رومال تحریک کیا تھی؟ جیسا کہ ہم پیچھے کہہ آئے ہیں کہ 1857ء میں انگریزوں کے لگائے ہوئے زخموں نے تحریک آزادی میں نئی روح پھونک دی تھی۔ فرنگیوں کے ہاتھوں بے جا قتل وغارت، مظالم، سزاؤں اور سولیوں نے غیرت مندوں کی آنکھوں سے نیند اڑادی تھی، جہاد کا بھولا بسرا سبق خود بخود زبانوں پر آگیا تھا۔ ریشمی رومال تحریک جس کا مقصد تھا کہ ''شمالی مغرب سرحدوں سے ایک زبردست حملہ ہو۔ اسی اثناء میں ہندوستان کے مسلمان اٹھ کھڑے ہوں اور استعماری فاسق قوت غاصب برطانیہ کی سلطنت کو تباہ وبرباد کردیا جائے۔ اس طرح آزادی بھیک میں مانگنے کی بجائے چھین کر حاصل کرلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائے۔'' اس مقدس مشن کی تکمیل کے لیے تمام خطرات کو پس پشت ڈالتے ہوئے مولانا عبیداللہ سندھیؒ اپنے چند رفقاء کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ طویل ترین سنگلاخ راستوں سے گزرتے ہوئے بالآخر افغانستان میں داخل ہوگئے۔ اب یہاں انہیں تحریک کے عملی مقاصد حاصل کرنے کے لیے لوگ تیار کرنے تھے اور یہاں بیٹھ کر نہ صرف بیرونی ممالک اور ہمدردی رکھنے والے عناصر سے روابط بڑھانے تھے بلکہ اندرونی ملک چلنے والی تحریک کی بھی رہنمائی کرنی تھی۔ سب سے پہلے تو مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے افغانستان کے حالات پر توجہ دی اور وہاں پر منتشر معاشرے کی اس انداز میں رہنمائی کی کہ افغانستان جیسا چھوٹا سا منتشر ملک برطانیہ جیسی عالمی طاقت سے ٹکرا گیا۔ اس جنگ کے پیچھے مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا ذہن اس حد تک کار فرما تھا کہ افغانستان اور حکومت برطانیہ کے درمیان جو معاہدۂ صلح ہوا اس کے متعلق سفیر سر ہمفری ڈائس نے لکھا کہ یہ معاہدہ افغانوں اور انگریزوں کے درمیان نہیں ہوا بلکہ عبیداللہ سندھی اور انگریزوں کے درمیان ہوا ہے۔ یہ تحریری معاہدہ تھا جس کا افغان سربراہ خان محمود ترزئی نے اعتراف کیا۔ اس معاہدے کی شقوں میں ایک شق یہ بھی تھی کہ انگریز ہندوستان کو فلاں سن تک خالی کردیں گے مولانا سندھیؒ نے کابل میں بیٹھ کر ایک طرف تو جاپان، جرمنی، فرانس، ترکی، اٹلی، روس، ایران، آسٹریلیا وغیرہ کے سربراہوں سے خط وکتابت کی، دوسری طرف ہندوستان کی طول وعرض میں پھیلے ہوئے انقلابیوں اور انقلابی مراکز سے رابطہ قائم رکھنے کے لیے خط وکتابت جاری رکھی جو عمومی سطح کی تھی جس کے لیے رسل ورسائل کے عمومی ذرائع استعمال کیے گئے۔ البتہ انتہائی اہم پیغامات کے لیے خفیہ زبان میں ایک رومال کشیدہ کاری کی شکل میں لکھ لیا جاتا تھا جو پیغام لے جانے والا تلاشی کے مراکز اور سی آئی ڈی کی آنکھ میں دھول جھونک کر مطلوبہ اشخاص تک پہنچا دیتا تھا۔ یہ ریشمی خط ہی تھا جس کے ذریعے برصغیر میں بغاوت اور بیرونی حملہ کا پیغام ترتیب دیا گیا۔

1916ء اگست کے مہینے میں آنریری مجسٹریٹ خان بہادر رب نواز کے ہاتھ ایسے ہی ریشمی خط لگ گئے۔ ریشمی خطوط مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے عبدالحق نامی ایک شخص کے ہاتھ روانہ کیے تھے۔ یہ خطوط کمشنر ملتان کے حوالے کردیئے گئے۔ پہلے تو اس نے ان خطوط کو غیر اہم سمجھتے ہوئے اپنے پاس رکھ لیا لیکن جب دوسرے ذرائع سے کچھ اطلاعات ملیں تو یہ خطوط سی آئی ڈی کے افسر اعلیٰ مسٹر ٹومکنسن کے حوالے کردیئے گئے۔ ایک روایت ہے کہ عبدالحق سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے اس کے جسم کو گرم لوہے سے داغا گیا۔ ریشمی خطوط کے برآمد ہوتے ہی حکومت برطانیہ کی پوری مشینری حرکت میں آگئی۔ وزارت ہند، وزارت داخلہ، سی آئی ڈی ڈیپارٹمنٹ، وائسرائے ہند، صوبائی گورنرز اور سیکریٹریوں کے درمیان ہنگامی روابط قائم ہوگئے۔ اطلاعات اور یادداشتوں کے تبادلے ہونے لگے۔ انقلابیوں کا راستہ روکنے کے لیے صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ افغانستان، ترکی، ایران، روس اور حجاز تک کو متحرک کردیا گیا۔ جاسوسی اور سراغرسانی کا نظام مستعد کردیا گیا۔ الغرض یہ سب کچھ اس قدر ہنگامی بنیادوں پر کیا گیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ برطانوی حکومت کا تختہ الٹنے والا ہے۔ ایک کثیر گورا فوج نے تحریک آزادی کے مراکز کو محاصرے میں لے لیا۔ تحریک سے وابستہ اہم لیڈران میں سے مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے پیر بھائی حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ، مولانا تاج محمود امروٹی، مولانا احمد علی لاہوری، پیر اسد اللہ شاہ، حاجی شاہ بخش کے علاوہ سینکڑوں سیاسی وغیر سیاسی لوگ جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے۔ تحریک کی پوری جماعت کو یا تو گرفتار کرلیا گیا یا انہیں زیر زمین پناہ لینے کے لیے مجبور کردیا گیا۔ بظاہر تو یہ برطانوی حکومت کی طاقت اور جبرواستبداد کا مظاہرہ تھا لیکن اس بدحواسی میں اس کا کھوکھلا پن بھی ظاہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگیا۔ جس مقصد کے لیے ریشمی رومالوں پر خفیہ زبان میں پیغام کشیدہ کیے گئے وہ دراصل آزادی حاصل کرنے کے لیے منصوبہ کی اہم ترین اندرونی وبیرونی حملے کی تفصیلات تھیں جن کے مطابق ہندوستان پر انگریزی حکومت کے خاتمے کے لیے بیرونی ممالک سے حملے کے اوقات اور اندرون ملک عین اسی وقت بغاوت کا علم بلند کرنے کی ہدایات درج تھیں۔ انہی خطوط میں ان معتبر ہستیوں کے نام اور عہدے بھی درج تھے جو مسلح جدوجہد کی قیادت کررہے تھے۔ بیرونی حملہ اور اندرونی مسلح جدوجہد کے ذریعے آزادی کے حصول کے لیے جو دستے ترتیب دیئے گئے تھے ان کا نام ''جنود ربانیہ'' رکھا گیا تھا۔ اس منصوبے کا انکشاف ہوجانے اور عالمی جنگوں میں لڑائی پر برطانیہ نے جو جنگ عظیم کے تاوان کا مقدمہ قائم کیا اس کا عنوان تھا ''شہنشاہ ہند ملک معظم بنام عبیداللہ سندھیؒ'' وغیرہ جس کی تفصیل برٹش لائبریری لندن میں موجود ہے۔ یہی وہ تحریک تھی جسے Movement Silr Letter یعنی ریشمی خطوط کہا جاتا تھا جو آگے چل کر ریشمی رومال کی تحریک کے نام سے مشہور ہوئی۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے زرخیز دماغ کا تیار کردہ منصوبہ بظاہر کامیاب نہ ہوا لیکن منصوبے کی ہمہ گیری نے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا۔ بدحواسی میں حکومت ایسے اقدامات کرتی چلی گئی جو برصغیر میں اس کی زندگی کے دن تھوڑے سے تھوڑے کرتے گئے۔ یہ وہ تحریک تھی جس کے نتیجے میں برصغیر پاک وہند کو آزادی نصیب ہوئی۔ اس آزادئ پاک وہند کے عظیم محرک امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ اس وقت خان پور میں درگاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے تاریخی قبرستان میں آسودہ لحد ہیں۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
آبرو باقی تری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی، دنیا میں رُسوا تو ہوا

....

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

....

عشق کچھ محبوب کے مرنے سے مرجاتا نہیں
روح میں غم بن کے رہتا ہے مگر جاتا نہیں
ہے بقائے عشق سے پیدا بقا محبوب کی
زندگانی ہی عدم نا آشنا محبوب کی

....

اگر عثمانیوں پر (افغانیوں پر) کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا
جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

....

تو اگر کوئی مدبّر ہے تو سن میری صدا
ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا
عرضِ مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا تجھے
نیک ہے نیت اگر تیری تو کیا پروا تجھے
بندہ مؤمن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرمانروا کے سامنے بیباک ہے

علامہ اقبال مرحوم

© rasailojaraid.com